خطبات جمعہ مجدد الشریعۃ محی الملۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفران مآبؒ

مواعظ حسینیہ (سنہ ۱۲۰۰ ہجری)

مترجم: خان محمد صادق جونپوری

قسط-۱۴

کتب عامہ و خاصہ میں مختلف اسناد کے ذریعے مسطور ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلیٰ ثَلٰثَۃٍ وَ سَبْعِینَ فِرْقَۃً کُلُّھا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً۔

عنقریب میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔ وہ سب کے سب اپنے باطل عقیدے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے لیکن ان میں سے ایک فرقہ ایسا ہوگا جو عقیدے کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائے گا چاہے گناہ کرنے کی وجہ سے داخل جہنم ہوجائے۔

جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتحیات کا قول ہے کہ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِینَۃِ نُوحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھا غَرِقَ۔

''میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوح جیسی ہے۔ جو اس پر سوار ہوگیا اسے نجات مل جائے گی اور جو اس سے تخلف کرے گا وہ غرق ہوجائے گا۔''

اور اسی طرح آن جنابؐ کا قول ہے کہ: اِنِّیْ تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُم بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ۔ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ فَاِنَّھُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّیٰ یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔

''میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک ان دونوں سے تمسک رکھو گے میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔''

نیز کتب خاصہ و عامہ میں کچھ اختلاف کے ساتھ ایک حدیث نقل ہوئی ہے کہ جناب سید المرسلینؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور دوسری حدیثیں بھی ہیں جن کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فرقۂ ناجیہ، شیعہ امامیہ یعنی اثناعشریہ کا فرقہ ہے۔

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے انسان یہ جان لے کہ فرقہ امامیہ سے کون سا فرقہ مراد ہے اور کون سے اعتقادات کی وجہ سے انسان شیعہ ہوتا ہے اور کن اعتقادات کی وجہ سے انسان فرقہ امامیہ سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ علم نہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے بعض باطل اعتقادات انسان کے فرقہ امامیہ سے خارج ہونے کا سبب بنیں اس کے باوجود اس کو یقین ہو کہ وہ فرقہ امامیہ میں شامل ہے۔ اسی طرح غیر امامیہ، امامیہ کے لباس میں آکر اس کو دین سے خارج کردے اور اس کو اس بات کا علم ہی نہ ہوگا، کیونکہ اس کے اندر اچھے برے کی تمیز کرنے

کی صلاحیت نہیں ہے تا کہ دوست و دشمن کی پہچان کر سکے۔
لہٰذا حقیر کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے شیعہ اعتقادات کا ایک اجمالی خاکہ آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ آپ حضرات دل لگا کر اور توجہ سے سنیں اور ان باتوں کی قدر کریں۔ کیونکہ اعتقادات کا سنوارنا، نماز، روزہ، حج اور دوسری عبادتوں پر مقدم ہے اور مذہب امامیہ کے لئے یہ ضروری ہے۔ اگر انسان کا اعتقاد صحیح نہ ہو تو اس کے نجات کی ہرگز امید نہیں ہے چاہے ایک ہزار سال عمر پائے، صائم النہار اور قائم اللیل اور سرآمد عباد جہاں ہو، پھر بھی دوسرے کافروں کی طرح واصل جہنم ہوگا۔ لہٰذا یہ جاننا چاہئے کہ اثنا عشری مذہب کا ماننے والا وہ شخص ہوسکتا ہے جو توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت کا قائل ہو۔
توحید یعنی اس بات کا اعتقاد کہ واجب الوجود ایک ہے، قدیم ہے، ہمیشہ باقی رہے گا، قادر ہے، فاعل بالاختیار ہے، عالم ہے، کان و آنکھ نہ رکھنے کے باوجود سمیع و بصیر ہے، زبان نہ ہونے کے باوجود متکلم ہے یعنی خالق کلام ہے۔ اسی طرح توحید کے معنی میں اس بات کا اقرار بھی شامل ہے کہ حق تعالیٰ کو دیکھا نہیں جاسکتا (چاہے یہ دنیا ہو یا آخرت)، آنکھ نہیں رکھتا ہے، جوہر اور عرض کی طرح نہیں ہے، مکان یا جسم میں حلول نہیں کرتا ہے، کسی شی سے متحد نہیں ہوتا اور عین مخلوقات نہیں ہے۔
پس اگر کوئی شخص شیعہ اثنا عشری ہونے کا دعویٰ کرے لیکن توحید کے سلسلے میں اس کا اعتقاد اس کے برخلاف ہو تو اس کو اس فرقے میں شمار نہیں کرنا چاہئے۔ ہرچند کہ وہ اس بات کا قائل ہو کہ حضرت علیؑ رسول خداؐ کے خلیفہ برحق ہیں اور ان کے دشمنوں سے تبرا کرے، کیونکہ اس نے مذہب امامیہ کے بعض ضروریات سے انکار کیا ہے جو کہ حقیقت میں امامت کا بھی انکار ہے۔
مثلاً قائل ہو کہ حق تعالیٰ جسم رکھتا ہے یا فلاں شخص میں حلول کیا ہے یا دیکھنے کے قابل ہے یا یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ایک نوجوان کی طرح ہے یا یہ کہے کہ پوری خلقت عین خدا ہے اور ہمارے اور خدا کے درمیان فرق، دریا اور موج، مٹی اور کوزہ اور حروف و مداد کی فرق جیسا ہے۔ وغیرذلک من المزخرفات۔
بلکہ ظاہر ہے کہ ان میں سے اکثر باتوں پر معتقد ہونے سے انسان اسلام کے دائرے سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ قانون یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ کے کلام کو ظاہر پر محمول کیا جائے اور جب تک کہ دلیل عقلی قائم نہ ہوجائے اور شرعی دلیل ظاہر نہ ہوجائے تب تک اس کے خلاف حمل کرنا منع ہے۔
اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ لازم ہوجائے گا کہ کوئی بھی شرعی فریضہ ثابت نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ شاید صلوٰۃ سے اللہ تعالیٰ کی مراد ظاہری نماز اور صوم سے مراد مفطرات سے پرہیز نہ ہو۔ اسی طرح زنا، شراب وغیرہ سے مراد، بلکہ یہ سب دوسری چیزوں کی طرف اشارہ ہیں۔ جس طرح بعض ملحدین کا عقیدہ ہے۔
اور اس میں شک نہیں کہ جس نے بھی کلام خدا اور رسولؐ پر غور و فکر کیا ہو وہ جانتا ہے کہ ان کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہم سے الگ ہے نہ یہ کہ ہمارے اندر جاری و ساری ہے جیسے پانی میں دودھ یا فرق اعتباری ہو جیسے مٹی اور کوزے کا فرق۔ تو کیا ضرورت ہے کہ ضعیف تاویلات کے ذریعے خدا اور رسولؐ کے کلام کو اس سے مطابق کریں۔
کافی میں صحیح سندوں کے ذریعے زرارہ بن عین سے ایک حدیث منقول ہے
سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلْی مِنْ خَلْقِہٖ

خَلوْاً مِنهُ وَ کُلّ مَا وَقَعَ عَلَیہِ اِسْمُ شَیٔ مَا سِوَی اللّٰہِ فَھُوَ مَخْلُوْقٌ وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِ شَیٔ تَبَارَکَ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیٔ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر۔

''میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خدا اپنی مخلوق سے بالکل الگ ہے۔ اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے علاوہ کسی شی کا نام واقع ہو وہ مخلوق ہے اور اللہ ہر شے کا خالق ہے۔ بابرکت ہے وہ جس کے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے الگ ہے۔ وہ دریا کی طرح نہیں جو امواج سے الگ نہیں ہے۔ مخلوقات سب حق تعالیٰ سے الگ ہیں اور حروف کی طرح نہیں ہیں جو مداد سے خالی نہیں ہے اور نہ عدد کی طرح ہیں جو وحدت سے خالی نہیں ہے۔ ذات خدا کے سوا جس چیز پر بھی شے کا اطلاق ہوتا ہے وہ سب مخلوق میں شامل ہیں۔

یہ حدیث کلینی میں تین سند اور توحید ابن بابویہ میں دو سندوں کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث وحدت وجود کے ماننے والوں کے عقیدے کے بطلان کے سلسلے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس حدیث کو اگر کسی ایسے عقلمند کے سامنے پیش کیا جائے جو ابھی ملحدین کی باتوں سے مانوس نہ ہوا ہو تو وہ بھی یہی سمجھے گا کہ جناب باری تعالیٰ مطلقاً مخلوق سے آمیزش و انشراح نہیں رکھتا ہے اور اس کے اور مخلوقات کے درمیان تغایر بالذات پایا جاتا ہے۔

گویا جناب معصومؑ علم امامت سے یہ جانتے تھے کہ ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جن کا عقیدہ ہوگا کہ مخلوقات واجب الوجود ہیں، لہٰذا ان کی رد کی گئی ہے۔ کتاب کلینی میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ کے اوصاف کے سلسلے میں قرآن میں موجود باتوں سے تجاوز نہ کرو۔

اسی کتاب میں سہل سے منقول ہے کہ ۲۵۵ھ میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ یا سیدی! توحید کے سلسلے میں میرے اصحاب میں اختلاف ہو گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جسم رکھتا ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا چہرہ ہے۔ امید ہے کہ اس بارے میں جو حقیقت ہے بیان فرمائیں گے تاکہ ہم اس سے تجاوز نہ کریں۔

حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم نے توحید کے بارے میں سوال کیا ہے۔ لیکن تم کو یہ حکم نہیں کہ اس میں زیادہ تعمق و تفحص کرو۔ بلکہ بس اتنا جان لو کہ وہ سبحانہ و تعالیٰ واحد ہے، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے، کفو نہیں رکھتا اور خالق ہے مخلوق نہیں ہے۔ جسم نہیں ہے۔ چہرہ نہیں رکھتا ہے اور کوئی بھی اس کا شبیہ نہیں ہے اور وہ دیکھنے اور سننے والا ہے۔

اس طرح کی حدیثیں بہت ہیں۔ بعض حدیثوں میں حق تعالیٰ کی ذات میں غور و غوص کرنے سے منع کیا گیا ہے اور آیات و احادیث کی ظاہری دلالت سے تجاوز نہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ بعض حدیثوں میں تصریح ہے کہ اس سے تجاوز گمراہی و حیرانی کا باعث ہے۔

اب اگر یہ صورت حال ہے تو عاقل کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ اپنے اوپر الزام مالا یلزم کرے اور حکم دی گئی چیزوں سے تجاوز کرے اور جادۂ شریعت کو چھوڑ کر خود کو گمراہی کے صحرا میں ڈال دے اور متشابہ آیتوں اور احادیث کی اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق معنی نکالے اور اس کو اپنا عقیدہ بنائے۔

ان لوگوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ کا قول کافی ہے:

هُوَ الَّذِی أَنْزَلَ عَلَیکَ الْکِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْکِتَابِ وَ أُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِینَ فِی قُلُوبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَأْوِیلِهِ وَ مَا یَعْلَمُ تَأْوِیلَهُ إِلاَّ اللهُ وَ الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ۔ (آل عمران:۷)

''وہی وہ (خدا) ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی اسمیں کی بعض آیتیں تو محکم (بہت صریح) ہیں۔ وہی عمل کے لئے اصل کتاب ہیں۔ اور کچھ آیتیں متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دل میں کجی ہے وہ انھیں آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں تا کہ فساد برپا کریں اور اس خیال سے کہ انھیں اپنے مطلب پر ڈھال لیں حالانکہ خدا اور ان لوگوں کے سوا جو علم میں بڑے پایہ پر فائز ہیں ان کا اصلی مطلب کوئی نہیں جانتا ہے۔''

بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ راسخین فی العلم سے مراد جناب ائمہ علیہم السلام کی ذات ہے۔ تو یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ ائمہ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص متشابہ آیتوں کے معنی کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہماری حدیثوں میں کچھ متشابہ حدیثیں بھی ہیں جیسے قرآن میں متشابہ آیات ہیں تو متشابہ احادیث کو سمجھنے کے لئے ہماری طرف رجوع کرو۔

اس مضمون کی بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بعض لوگ اپنی عقل پر بھروسہ کرتے ہوئے توحید کے سلسلے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو ظاہراً شرع کے خلاف ہیں۔ اور اسی بنیاد پر خود کو عارف سمجھتے ہیں اور اس بہانے سے خود کو اکثر شرعی فرائض سے مستثنیٰ کرتے ہیں اور وصل کے دعوے دار ہیں۔ حقیر کے خیال میں قواعد امامیہ کے رو سے یہ لوگ اسلام سے بے بہرہ ہیں۔ وَ التَّفْصِیلُ یَقْتَضِیْ الْمَقَامَ الْأَوْسَعَ مِنْ ذٰلِکَ۔

اصول دین کی دوسری اصل عدالت ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ عدل یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بری صفت کی نسبت نہ دو۔ مثلاً اس کی طرف ظلم کی نسبت نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ یہ اقرار کرنا چاہئے کہ اس کے تمام کام حکمت و مصلحت کے بنیاد پر ہیں۔ تو وہ لوگ جو مشکلات اور آفات میں گھرنے پر، اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت دیتے ہیں، اگر وہ اپنی اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں تو مذہب امامیہ میں شمار نہ ہوں گے۔ اگرچہ اسلام کے زمرہ میں شامل ہوں۔ کیونکہ اصل عدالت مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی ضروریات میں سے ہے نہ کہ دین کی ضروریات میں۔

تیسری اصل نبوت ہے۔ نبوت یعنی اس بات کا اقرار کریں کہ محمدؐ خاتم النبیین ہیں اور جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ پس اگر تواتر سے یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی بات حضرت نے فرمائی ہے، لیکن اس کے باجود اس بات کا انکار کرے تو اس نے نبوت کا انکار کیا ہے اور وہ اسلام سے خارج ہے۔ مثلاً گزرے ہوئے لوگوں کا نبوت سے انکار جس کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ اور جنت و جہنم، حشر، عذاب قبر، وجوب نماز و روزہ وغیرہ سے انکار۔

چوتھی اصل امامت ہے۔ امامت یعنی بارہ اماموں کو واجب الاطاعت امام جاننے اور حضرت علیؑ کو رسول خداؐ کا خلیفہ بلافصل اور جانشین ماننے اور ان کے دشمنوں سے تبرا کرے۔ تو اگر کوئی شخص ان حضرات کو دوست رکھتا ہے اور ان کی فضیلت کا قائل ہے لیکن ان کو واجب الاطاعت امام نہ جانے یا حضرت امیرؑ کو رسول خداؐ کا بلافصل خلیفہ و جانشین نہ جانے تو وہ شیعوں میں سے نہ ہوگا۔ بلکہ یہ تو اہل سنت حضرات کا مذہب ہے۔ لہٰذا ان کو اہل سنت میں شمار کرنا چاہئے۔ اور اگر بعض اماموں کی امامت کا قائل ہو اور بعض کی امامت کا قائل

نہ ہو جیسے واقفی، فطحی، سناوی وغیرہ، تو وہ بھی مذہب امامیہ سے خارج ہے ہر چند شیعہ ہوں۔ ابتدائے کلام میں بیان کی گئی حدث نبوی کی بنیاد پر یہ سب اہل نار ہیں اور دوسرے کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شیعہ ناجی نہیں ہے بلکہ بعض تو اہل سنت سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ۔ کے بنیاد پر اکثر سنیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ائمہ اثنا عشر کی دوستی واجب ہے۔ جب کہ واقفی وغیرہ اس بات کو نہیں مانتے ہیں۔ لہٰذا اظہر یہ ہے کہ واقفی وغیرہ نجس ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ جو حضرت امیرؑ کے مرتبے کو حضرت محمدؐ سے بڑھا دیتے ہیں وہ بھی کافروں کے حکم میں ہیں اور مشرکوں کی طرح نجس ہیں اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ہر چند کہ شب و روز تبرا کریں اور خود کو سب سے بہتر سمجھیں۔

کلینی میں سدیری سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ آپ کو خدا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن میں اس کی دلیل موجود ہے۔ جہاں ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ۔

''وہ وہ ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے۔''

حضرت نے فرمایا اے سدیر! میرا کان و آنکھ، میرا پوست، میرا گوشت، میرا خون اور میرا بال ان سے بیزار ہے وہ لوگ میرے اور میرے آبا و اجداد کے دین پر نہیں ہیں۔ خدا کی قسم! قیامت کے روز ہم کو اور ان کو اس حالت میں اکٹھا کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوگا۔ سدیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ایک قوم آپ کی رسالت کی قائل ہے اور وہ لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔

''اے رسول! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو تم عمل کرتے میں اسے جانتا ہوں۔''

اس کے بعد سدیر نے عرض کیا کہ تو پھر آپ کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا ہم ہیں علم خدا کے خزانے۔ ہم ہیں امر خدا کے ترجمان۔ ہمیں وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر واجب قرار دیا ہے اور ہماری نافرمانی سے روکا ہے۔ زمین و آسمان کے نیچے تمام چیزوں پر ہم حجت خدا ہیں۔

نہج البلاغہ میں تحریر ہے کہ حضرت علیؑ کے دور میں کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو خدا مانتے ہیں۔ حضرت نے ان کو اس غلط عقیدے سے روکا۔ انھوں نے اصرار کیا اور غلط عقیدے سے باز نہیں آئے تو حضرت نے فرمایا کہ دو کنویں کھودے جائیں اور دونوں کو نیچے سے ملا دیا جائے۔ کنویں آمادہ ہوئے۔ ایک کنویں میں ان لوگوں کو ڈال دیا گیا اور دوسرے کنویں میں لکڑی رکھ کر آگ لگا دی گئی۔ اس کا دھواں دوسرے کنویں میں پھونچا اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ حضرت علیؑ جیسا انسان جو اپنے رعایا پر باپ سے زیادہ شفیق ہو، اس نے اس قوم کو اس گناہ کی وجہ سے کس طرح سزا دی۔

عقل سلیم بھی اس گناہ کی بزرگی پر گواہ ہے۔ کیونکہ بعثت انبیاء کا خاص مقصد نفی شرک کی تبلیغ ہے اور قرآن و احادیث اکثر جگہوں پر اس بات کی طرف دلالت کرتی ہیں۔

ان پر اور ان کی عقل پر افسوس ہوتا ہے کہ دعوائے تشیع و غلامی کے باوجود اس طرح سے امیر المومنینؑ کو ناراض کرتے ہیں

اور یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ان سے اوران کے اس عقیدے سے خوش ہوں گیں۔ اگر غور کیا جائے تو اس صورت حال کی وجہ سے آج کے زمانے میں اکثر جاہل شیعہ آتش جہنم کے مستحق ہیں۔ اور یہ واضح ہے کہ اگر حضرت علیؑ اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو آتش جہنم سے قبل آتش دنیا سے ان کو ہلاک کرتے۔

جاننا چاہئے کہ بعض شیعہ عوام جو بہت رقیق القلب ہیں اور اناثیت ان کے مزاج پر غالب ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے اور شیعیت اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ انسان کسی کو برا کہے یا کسی سے دشمنی رکھے۔ بلکہ ائمہ کی دوستی شیعہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ تو یہ جان لیجئے کہ یہ لوگ عورت سے کمتر ہیں۔ وہ عورت جو دشمن خدا اور رسول سے نفرت کرے وہ ان مردوں سے بہتر ہے۔

انسان کو چاہئے کہ اللہ کے دوستوں سے دوستی کرے اور ان سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے۔ اور اگر صاحب حیثیت ہے تو اہل بیتؑ کے ماننے والوں میں جو کمزور لوگ ہیں ان پر رحم کرے اور رقت قلب کے تمام تقاضے ان کے سلسلے میں انجام دے۔ لیکن اللہ کے دشمنوں کے سلسلے میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو۔

کلینی میں عمر بن مدرک الطائی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جناب سید المرسلینؐ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا ایمان کی کون سی رسی سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں اور بعض نے کہا نماز ہے۔ بعض نے کہا زکات ہے۔ بعض نے کہا حج ہے۔ بعض نے کہا جہاد ہے۔ جناب سید المرسلین نے فرمایا جو کچھ آپ نے کہا اس کی اچھائی اور فضیلت میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی سب سے زیادہ مضبوط نہیں ہے۔ بلکہ ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے تبرا ہے۔

اصل امامت میں وہ تمام باتیں داخل ہیں جن کا انکار امامت کے انکار کا باعث ہے۔ یعنی وہ تمام چیزیں جن کو تواتر کے ساتھ ائمہ اثناعشر سے نقل کیا گیا ہو۔ جیسے حلیت متعہ، ثبوت رجعت وغیرہ۔

اصول دین کی پانچویں اصل معاد ہے۔ معاد کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے جسم دوبارہ ظاہر ہوں گے اور ان میں روح پھونکی جائے گی اہل ایمان جنت میں جائیں گے اور اہل ایمان کے گنہ گار لوگ پہلے جہنم میں جائیں گے لیکن اس کے بعد حق تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ مگر وہ لوگ جو ایمان سے بے بہرہ ہیں وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ معاد کا اقرار دین کی ضرورتوں میں شامل ہے۔ اور اس سلسلے میں اتنی آیتیں اور حدیثیں ہیں کہ ان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

پس اگر کوئی شخص صرف استبعادات عقلیہ کی بنیاد پر اسکا انکار کرے یا اس کی تاویل کرے وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اس کو نجس سمجھنا چاہئے اور اس سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔

حشر ونشر کے حالات، روز قیامت کی سختیاں، عذاب جہنم کی کیفیت اور جنت کے آرام وغیرہ کے تذکرے کے لئے کافی وقت درکار ہے جس کا اجمال بیان کیا جا چکا اور باقی آہستہ آہستہ بیان کیا جائے گا۔

آج صرف ایک حدیث کے ترجمے پر اکتفا کرتا ہوں جو ''عین الیقین'' میں نظر سے گزری ہے۔ انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبرئیل غیر مقررہ وقت پر رسول خداؐ کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا

ہوا تھا۔

حضرت نے وجہ دریافت فرمائی۔ جبرئیل نے کہا اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آتش جہنم کو تیار کیا جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا آتش دوزخ کے حالات کو میرے لئے بیان کرو۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو خلق کیا تو حکم دیا کہ آتش دوزخ کو ایک ہزار سال کے لئے جلاؤ یہاں تک کے سفید ہوگئی اور اب وہ سیاہ ہے۔ اس میں ایسا اندھیرا ہے جس میں بالکل روشنی نہیں ہے۔ قسم اس ذات کی جس نے تمھیں مبعوث کیا اگر اس آگ سے سوئی کے نوک کے برابر دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا جل کر راکھ ہوجائے اور اگر اہل جہنم کے لباس کو آسمان وزمین کے مابین معلق کردیا جائے تو اس کی بدبو سے دنیا والے ہلاک ہوجائیں۔ اور اگر قرآن میں بیان کی گئی جہنم کی زنجیروں میں سے کچھ زنجیروں کو دنیا کے پہاڑوں پر ڈال دیں تو ساتویں طبق تک گرم ہوجائے گا۔

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بحق مبعوث فرمایا ہے اگر ایک شخص کو مغرب کی کنارے پر معذب کیا جائے تو اس کی شدت سے مشرق میں رہنے والا ہلاک ہوجائے گا۔ عذاب جہنم شدید اور اس کی گہرائی بہت زیادہ ہے۔ اہل جہنم کا زیور، سونے چاندی کے بجائے لوہا ہے اور پانی کی جگہ کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ ان کے لباس آگ کے لباس ہیں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ ایک گروہ سے مختص ہے۔

جناب نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا جہنم کے دروازے ہمارے گھر کے دروازوں کی طرح ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا نہیں۔ بلکہ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ۷۰ سال کی راہ ہے اور نیچے والے طبقے کی گرمی اوپر والے طبقے سے ستر گنا زیادہ ہے۔

اللہ کے دشمنوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب وہ دوزخ کے قریب پہونچیں گے تو آگ کے شعلے اور غل و زنجیر ان کا استقبال کریں گے۔ وہ زنجیریں ان کے دہن سے داخل ہونگیں اور ان کے مقعد سے خارج ہوجائیں گی۔ ان کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور داہنے ہاتھ کو ان کے دل میں ڈال کر کندھوں سے نکالا جائے گا اور ہر ایک کو ایک شیطان کے ساتھ باندھ دیا جائے گا۔ فرشتے گرز آتشیں سے انھیں ماریں گے۔ اور اگر باہر نکلنا چاہیں گے تو انھیں پکڑ کر دوبارہ اسی جگہ لایا جائے گا۔

حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ جبرئیل نے عرض کیا کہ وہ دروازہ جو سارے دروازوں سے نیچے ہے اس سے منافقین اور اصحاب فرعون داخل ہوں گے اور اس دوزخ کا نام ہاویہ ہے۔ دوسرے دروازے سے مشرکین داخل ہوں گے اور اس کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے سے صائبین داخل ہوں گے اور وہ نصارا کا ایک گروہ ہے اور اس جہنم کا نام سقر ہے۔ چوتھا دروازہ ابلیس اور مجوس کے لئے مختص ہے اور اسکا نام لظیٰ ہے۔ پانچوے دروازے سے یہود داخل ہوں گے اور اس کا نام ''حطمہ'' ہے۔ چھٹے دروازے سے نصاریٰ داخل ہوں گے اور اس کا نام ''سعیر'' ہے۔

اس کے بعد جبرئیل خاموش ہوگئے۔ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ساتویں دروازے کا حال بھی بیان کرو۔ جبرئیل نے جواب دیا اس کے بارے میں مت پوچھئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں اس کا حال بھی بیان کرو۔ جبرئیل نے جواب دیا اس دروازے سے آپ کی امت سے ایک قوم داخل ہوگی جو

ایمان تو رکھتے تھے مگر گناہان کبیرہ کا ارتکاب کئے تھے۔جیسے شراب پیتے تھے یا زنا کرتے تھے یا ناحق خون بہاتے تھے وغیرہ۔اور توبہ کے بغیر اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔

حضرتؐ یہ بات سن کر بیہوش ہوگئے۔جبرئیل نے جناب کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا۔جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبرئیل! میری مصیبت عظیم اور میرا حزن شدید ہوگیا ہے۔کیا میری امت کے کچھ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ جبرئیل نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! وہ لوگ جو گناہ کبیرہ کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے وہ جہنم میں جائیں گے۔ حضرتؐ نے گریہ فرمایا اور جبرئیل نے بھی گریہ کیا۔

اس کے بعد جناب رسالت مآبؐ بیت الشرف میں تشریف لے گئے اور نماز کے اوقات کے علاوہ باہر نہیں آتے تھے اور نماز ختم ہونے کے فوراً بعد دوبارہ بیت الشرف میں چلے جاتے تھے اور کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔بیت الشرف میں صرف نماز پڑھتے تھے اور گریہ وزاری فرماتے تھے۔

جب تین روز گزر گیا تو خلیفہ اول حضرت کے بیت الشرف کے دروازے پر آئے اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَبَیْتِ الرَّحْمَۃِ ھَلْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ سَبِیْلٍ۔ پس کسی نے ان کا جواب نہیں دیا۔وہ گریہ کرتے ہوئے واپس آئے۔

اس کے بعد خلیفہ ثانی آئے اور اسی کیفیت سے واپس ہوئے۔اس کے بعد حضرت سلمانؓ آئے اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ ھَلْ اِلٰی مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ سَبِیْلٍ۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔سلمان فارسیؓ گریہ وزاری کرتے ہوئے اس حالت میں کہ کبھی گرتے تھے اور کبھی اٹھتے تھے، خود کو حضرت فاطمہ زاہراؑ کے در دولت سرا تک پہنچایا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ بَیْتِ الْمُصْطَفٰی۔

اس وقت حضرت علیؑ گھر پر تشریف فرما نہیں تھے۔ حضرت سلمان نے عرض کیا اے دختر رسول خدا! جناب رسولؐ خدا گھر سے باہر تشریف نہیں لاتے ہیں اور کسی سے کلام نہیں فرماتے ہیں اور کسی کو اجازت نہیں کہ ان کے در دولت پر حاضر ہو۔

حضرت فاطمہؑ نے جب یہ سنا تو ردا کو اپنے دوش پر ڈالا اور حضرت رسالت پناہؐ کے مکان پر تشریف لائیں، دروازے پر کھڑے ہوکر حضرتؐ کو سلام کیا اور فرمایا اے رسول خدا! میں آپ کی دختر فاطمہ ہوں۔حضرتؐ اس وقت سجدے میں تشریف فرما تھے اور گریہ کررہے تھے۔پس سر مبارک کو بلند کیا اور فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہے کہ میرے نور نظر کو آنے سے منع کیا گیا ہے۔جلدی جاؤ اور دروازہ کھولو۔

جب حضرت فاطمہؑ وارد ہوئیں تو مشاہدہ فرمایا کہ حزن کی کثرت کی وجہ سے رنگ مبارک زرد ہوگیا ہے اور گریہ کی زیادتی کے باعث چہرہ مبارک کا گوشت گل گیا ہے۔اس حالت کو دیکھ کر شہزادیؑ نے گریہ کیا اور فرمایا یا رسول خدا! کون سا واقعہ رونما ہوگیا ہے؟

حضرتؐ نے فرمایا کچھ دیر قبل جبرئیل آئے تھے اور مجھے خبر دیا ہے کہ میری امت کے گنہ گاروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔یہ بات میرے غم واندوہ کا باعث ہوا ہے۔حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کیا جناب رسالت مآبؐ نے سوال نہیں کیا کہ کس طرح سے ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضرتؐ نے فرمایا: مردوں کو ان کی داڑھیوں سے اور عورتوں کو ان کے سر کے بال کے ذریعے کھینچ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔میری امت کے بوڑھے اس وقت ندا کریں گے واشیباہ! واضعیفا! اور میری امت کے بہت سے جوان جو جوانی

میں فوت ہوئے ہیں کہیں گے وائے ہو ہماری جوانی پر اور ہماری خوبصورتی پر! میری امت کی بہت سی عورتیں جب ان کو ان کے سر کے بال سے کھینچ کر جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا تو کہیں گی کہ وافضیحتا! اہتک ستراہ!

اسی حالت میں سب کو مالک جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ مالک جہنم فرشتوں سے پوچھے گا میں نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے نہیں دیکھے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوئے ہیں اور ان کو غل و زنجیر بھی نہیں کیا گیا ہے۔ فرشتے جواب دیں گے: ہم کو یہی حکم ملا ہے کہ انھیں اسی حالت میں تمھارے پاس لائیں۔

مالک نے کہا اے اشقیاء! تم کون لوگ ہو؟ وہ لوگ جواب دیں گے ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ماہ مبارک کا روزہ رکھا اور ہم پر قرآن نازل ہوا۔ اس وقت مالک نے کہا تو آپ لوگ امت محمدؐ سے ہیں۔ وہ لوگ محمدؐ کا نام سن کر فریاد کریں گے ہاں! ہم امت محمد سے ہیں۔

مالک کہے گا کیا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے تم کو معاصی و گناہ سے منع نہیں کیا تھا۔ جب وہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہوں گے اور آتش دوزخ اس اس کے شعلوں کو دیکھیں گے تو مالک سے کہیں گے کہ اے مالک! ہمیں اس بات کی اجازت دے کہ ہم اپنی حالت پر کچھ گریہ کرلیں۔ پس وہ لوگ اتنا گریہ کریں گے کہ ان کے بدن میں اشک کا ایک قطرہ نہیں بچے گا۔ اور اشک کے بجائے خون جاری ہوجائے گا۔

اس وقت مالک کہے گا کاش یہ رونا دنیا میں اور خوف خدا سے ہوتا۔ اگر وہاں گریہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو مس نہیں کرسکتی تھی۔ جس وقت مالک آگ کے شعلوں سے کہے گا کہ ان کو پکڑو تو وہ لوگ بلند آواز سے کہیں گے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ۔

پس آتش دوزخ کلمہ توحید کے سنتے ہی اپنی جگہ پلٹ آئے گی۔ مالک کہے گا اے آتش! ان کو اپنی طرف کھینچ۔ آگ جواب دے گی ان کو کیسے پکڑوں جب کہ یہ لوگ **لا الہ الا اللہ** کہتے ہیں۔ مالک کہے گا خداوند جلیل کا یہی حکم ہے۔ پس آگ بعض کو دونوں قدموں تک پکڑ لے گا اور بعض کو کمر تک اور بعض کو حلق تک۔

پس جب آگ یہ ارادہ کرے گی کہ ان کے چہرے کو جلائے تو مالک کہے گا کہ ان کے چہرے کو مت جلاؤ کیونکہ انھوں نے اسی چہرے سے اللہ کے سجدے کئے ہیں اور ان کے دلوں کو مت جلاؤ کیونکہ رمضان کے مہینے میں تشنگی کرتے تھے۔

پس وہ لوگ جہنم میں اس وقت رہیں گے جب تک کہ اللہ کی مشیت رہے گی۔ پس یہ لوگ ندا کریں گے یا ارحم الراحمین! یا حنان! یا منان! اس وقت سبحانہ وتعالیٰ جبرئیل سے فرمائے گا کہ امت محمدؐ کے گنہ کاروں کا کیا ہوا؟ جبرئیل عرض کریں گے پالنے والے! تو بہتر جانتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور دیکھو ان کا کیا حال ہے۔

جبرئیل مالک کے پاس جائیں گے اور دیکھیں گے کہ مالک ایک تخت پر جہنم کے بیچ بیٹھا ہوا ہے۔ جب مالک جبرئیل کو دیکھے گا تو تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے اٹھے گا اور سوال کرے گا کہ آپ کے یہاں آنے کا کیا سبب ہے؟ اس وقت جبرئیل پوچھیں گے کہ امت محمدؐ کے گنہ کاروں کا کیا حال ہے؟

مالک کہے گا ان کا برا حال ہے اور ان کی کتنی تنگ جگہ ہے۔ بے شک آگ نے ان کی آنکھوں کو جلادیا اور ان کے گوشت کو کھا گئی لیکن ان کی چہرے اور ان کے دل باقی ہیں اور نور ایمان ان کے دل میں چمک رہا ہے۔ جبرئیل کہیں گے طبق جہنم کو تھوڑا سا ان کے اوپر سے ہٹادو تا کہ میں دیکھ سکوں۔

مالک خازن جہنم کو حکم دے گا اور وہ طبق کو ہٹائے گا۔

پس امت کے گنہ کار جب جبرئیل کی طرف دیکھیں گے تو ان کی خوبصورتی سے سمجھ جائیں گے کہ وہ عذاب کے فرشتوں میں سے نہیں ہیں۔ تو وہ لوگ سوال کریں گے کہ یہ بندہ خدا کون ہے جس سے زیادہ خوبصوت چہرہ ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ پس مالک کہے گا کہ یہ جبرئیل کریم ہیں جو محمد ﷺ پر وحی لاتے تھے۔

جب وہ لوگ محمدؐ کے پاک نام کو سنیں گے تو بے اختیار فریاد کریں گے اور یہ کہیں گے اے جبرئیل! ہماری طرف سے گنہ کاروں کی شفاعت کرنے والے حضرت رسول خداؐ کو سلام پہنچادو اور کہہ دو کہ ہمارے گناہوں نے ہم کو آپ کے پرنور حضور سے دور کردیا ہے۔ اور اے جبرئیل ہماری یہ خراب حالت کو جو تم دیکھ رہے ہو، ان کے حضور میں ضرور بیان کرنا۔

جبرئیل وہاں سے حق تعالیٰ کے پاس واپس لوٹیں گے۔ حق تعالیٰ سوال کرے گا امت محمدؐ کا کیا حال ہے؟ جبرئیل جواب دیں گے ان کی حالت بہت خراب ہے اور ان کی جگہ بہت تنگ ہے۔ حق تعالیٰ سوال کرے گا کیا انھوں نے تم سے کوئی درخواست کی ہے؟ جبرئیل جواب دیں گے کہ انھوں نے درخواست کیا ہے کہ ان کی طرف سے ان کے نبی کو سلام کہوں اور ان کے حالت کی ابتری پر انھیں مطلع کروں۔

حق تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور محمدؐ تک اس پیغام کو پہنچاؤ۔ جبرئیل آئیں گے اور اس وقت پیغمبرؐ مروارید کے خیمہ میں تشریف فرما ہوں گے جس میں ایک ہزار دروازے ہوں گے اور دروازوں کے بازوبند سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ جبرئیل عرض کریں گے میں آپ کی گنہ گار امت کے پاس سے آرہا ہوں۔ وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کتنا برا حال ہے ہمارا اور کتنی تنگ ہے ہماری جگہ۔ اس وقت حضرت ختمی مرتبتؐ عرش کے قریب آئیں گے اور سجدہ میں چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مدح وثنا اس طرح کریں گے کہ اس سے قبل کسی نے بھی اسطرح کی مدح وثنا نہیں کی ہوگی۔

پس حق تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ جو طلب کروگے میں عطا کروں گا اور جس کی بھی شفاعت کروگے اسے بخش دوں گا۔ جاؤ اور جس نے بھی **لا الہ الا اللہ** کو اس کے شرائط کے ساتھ کہا ہوا سے جہنم سے باہر لاؤ۔

پس حضرتؐ جہنم کی طرف تشریف لے جائیں گے۔ مالک جہنم جب آنحضرتؐ کو دیکھے گا تو تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے اٹھے گا۔ حضرت پیغمبرؐ سوال فرمائیں گے میری امت کے گنہ گاروں کی کیا حالت ہے؟ مالک جواب دے گا ان کی بری حالت ہے۔ حضرتؐ فرمائیں گے کہ جہنم کے دروازے کو کھولا جائے۔ جب دروازہ کھلے گا اور امت کے گنہگار حضرت پیغمبرؐ کو دیکھیں گے تو فریاد کریں گے اور کہیں گے اے محمد! آتش دوزخ نے ہماری پوست اور ہمارے جگر کو جلادیا ہے۔ پس حضرت محمدؐ ان کو جہنم سے باہر لائیں گے اس حالت میں کہ وہ کوئیلے کی طرح کالے ہوچکے ہیں۔ ان کو حکم ہوگا کہ دروازہ جنت پر موجود ''حیوان'' نام کی نہر میں غسل کریں۔

جب وہاں سے نکلیں گے تو سب کے سب خوبصورت نوجوان کی شکل میں ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے اور ہر ایک کے پہلو میں ایک نوشتہ ہوگا جس پر یہ تحریر ہوگا ''آتش دوزخ سے رحمن کے آزاد کردہ''۔ پس وہ لوگ داخل بہشت ہوں گے۔ جب کفار اس صورت حال کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے تا کہ آگ سے نجات مل سکتی۔ **(جاری)**